علم و عمل کا باہمی تعلق اور اثرات: معروف قدیم وجدید تفاسیر کی روشنی میں مطالعہ

Knowledge-Practice Correlation and Implications: A Study in the Light of Well-Known Ancient and Modern Commentaries

Ayesha Saeed [1]
Ameer Hamza [2]

Abstarct:

Islam is a complete code of life that contains instructions not only for humans but for the entire humanity. And the most authentic source of these instructions is the Qur'an. The importance of reading and writing is clearly evident from the first revelation of this Qur'an. The importance and excellence of knowledge has been explained in the light of numerous verses. Apart from this, the hadiths emphasize the acquisition of knowledge without the distinction of men and women. Both formal and non-formal education are equally useful in the present era. However, in this era of globalization, the awareness of using technology and modern tools is also essential. Along with this, it is also important to be aware of the inventions and innovations in the field of science and development.In the light of ancient and modern interpretations, an analytical study of the opinions of different commentators has been presented. As a result of this research, the motivation to acquire knowledge and the opportunity to learn about excellence without discrimination and appropriation in the light of the Qur'an and Sunnah can be found.

Keywords: *Knowledge, Consciousness, Quranic Teachings, education, Interpretations*

دین اسلام زندگی کے تمام امور کی بابت کامل رہنمائی مہیا کرتا ہے زندگی کا کوئی گوشہ،کوئی پہلو اور کوئی بھی ایسا موضوع نہیں جس کے متعلق دینی تعلیمات موجود نہ ہوں۔ان تعلیمات دینیہ سے استفادہ بنا علم کے ممکن نہیں۔جملہ الہامی مذاہب میں اہمیتِ علم ایک مسلمہ حقیقت ہے اور قرآن مجید میں علم کی بابت متعدد آیات مبارکہ موجود ہیں۔ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

> "اسلام کے سوا کوئی ایسا دوسرا دین اور مذہب موجود نہیں جو علم کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اسکے حصول کی بھرپور حمایت بھی کرتا ہو۔علم کی جو سرپرستی اسلام نے کی ہے کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔قرآن و حدیث میں علم کے حصول،اس کی اہمیت و عظمت،اس کے سیکھنے اور سیکھانے کی ترغیب و فضیلت کے بارے میں جا بجا احکامات ملتے ہیں۔جبکہ اس کے برعکس یورپ پر ایک ایسا دور بھی گزرا ہے کہ جب علم کا حصول مذہبی جرم سمجھا جاتا تھا۔اور علم حاصل کرنے والوں کو کڑی سزائیں دی جاتی تھیں جس کی ایک الگ تاریخ ہے۔لیکن جب یورپ میں علم کے حصول کی کوششیں کی جانے لگیں تو ان کو اپنے مذہبی اصولوں سے دستبردار ہونا پڑا اور مذہب اور علم کی راہیں جدا ہو گئیں۔یہ بات ناممکنات

---

1 . Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, NUML University, Islamabad, Pakistan. ash2saeed@gmail.com
2. Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha. aunhamza@gmail.com

میں سے ہے کہ کسی بھی الہامی مذہب کی تعلیمات علم و شعور سے متصادم ومخالف ہوں جب کہ خودساختہ مذہبی طاقتیں ہی علم سے بیزار نظر آتی ہیں۔"[1]

ا۔ علم کی ضرورت واہمیت

علم کی ابتداء توروزِاول سے ہی سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہوگئی تھی۔اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو علم کی تاریخ بھی انسانی تاریخ جتنی قدیم ہے۔اللہ عالم الغیب نے سیدنا آدم ؑ کو علم کی وجہ سے ہی فرشتوں پر فوقیت بخشی۔اس بابت اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَي الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَاءِ هٰٓؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔"[2]

"اور سکھائے سیدنا آدم ؑ کو ہر شے کے نام پھر انہیں ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا مجھے ان اسماء کی خبر دو اگر تم سچے ہو۔"

درج بالا آیت مبارکہ کے ضمن میں امام ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا تاکہ (انسان کو) خلیفہ بنانے کی حکمت ومصلحت واضح ہوجائے اور یہ معلوم ہو کہ جو عظمت و فضیلت (انسان کو) ملی ہے وہ بوجہ علم ہے۔"[3]

یہاں البتہ یہ سوال باقی تھا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے کس قسم کے علم سے نوازا؟اس علم کی نوعیت کی بابت امام ابن جریر طبریؒ کا مؤقف یہ ہے کہ یہ علم وہاں موجود اشیاء کے اسماء کی معرفت پر مبنی تھا۔آپؒ فرماتے ہیں:

"(سیدنا آدم علیہ السلام کو) فرشتوں اور انسانوں کے نام یاد کروائے گئے تھے۔"[4]

کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لیے ماہرین بھی یہی رائے دیتے ہیں کہ آپ اس زبان میں اشیاء کے اسماء یاد کریں تو آپ اس زبان سے جلد واقف اور مانوس ہو جائیں گے۔قرآن مجید میں "**علم**" کا لفظ تقریباً اسی (۸۰) مقامات پر وارد ہوا ہے۔جبکہ اس لفظ کے متعلقات مثلاً: یعلم، یعلمون، علام، علیم وغیرہ تو سینکڑوں بار قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ علم کا معنیٰ و مفہوم

علم کے معنی جاننا، سیکھنا، واقفیت رکھنا کے ہیں جبکہ حکمت سے مراد دانائی ، عقلمندی اور فہم و فراست کے ہیں۔

---

[1] ۔ندوی، ابوالحسن علی، اسلام اور علم، ندوہ، مکتبہ شباب العلمیہ، ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۔
Nadwi, Abul Hasan Ali, *Islām aur Ilm*, Nadwah: Maktabah Shabab al Ilmiyah, 2012, p.12

[2] ۔البقرہ، ۲: ۳۱۔
Al Baqarah, 2:31

[3] ۔ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو، تفسیر القرآن العظیم، ریاض: دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۲۰۰۶ء، ج، اول، ص ۱۱۲۔
Ibn e Kathir, Ismail bin Umar, *Tafsīr al Qur'ān al Azeem*, Riyadh: Dar Taybah li Nashr wa al Touzih, 2006, 112/1

[4] ۔ابن جریر طبری، تفسیر طبری، مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیہ، ۱۹۹۰ء، ج اول، ص ۵۷، ۵۸۔
Ibn e Jareer Tabri, *Tafsīr Tabrī*, Markaz al Bahoos wa ad Dirasat al Arabia wa al Islamiyah, 1990, 57-58/1

۳۔علم وشعور کی اہمیت پہلی وحی کی روشنی میں

مالک کائنات نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی آخری کتاب کو بصورت وحی نازل فرمایا اور اس کتاب کو تاقیامت تمام انسانیت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنادیا۔اس عظیم کتاب کے نزول کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے علم و قلم کے ذکر سے فرمائی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔"[1]

"پڑھیں اپنے پرودگار کے نام سے، جس نے تخلیق کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا، پڑھیں، کہ آپ کا رب کریم ہے کہ جس نے علم سکھلایا قلم کے ذریعے، سکھایا انسان کو وہ جس سے وہ لاعلم تھا۔"

پہلی وحی کی بابت امام ابن کثیرؒ کا موقف:

درج بالا آیات کی تفسیر کی بابت امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"سیدہ عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے تھی، جو خواب آپؐ رات کو دیکھتے وہ صبح کو ویسے بعینہ ظاہر ہو جاتا۔ بعد ازاں آپؐ نے خلوت کو اختیار کر لیا۔ آپ ﷺ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کھانا وغیرہ لے کر جاتے اور کئی راتیں غار حرا میں بسر کرتے۔ یہاں تک کہ ایک دن سیدنا جبرائیل وحی لے آئے اور کہا: پڑھیئے! ۔ نبی دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ سیدنا جبرائیل نے اس پر نبی کریم ﷺ کو دبوچا اور پھر اپنی بات دہرائی۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری مرتبہ زور سے دبوچا اور پھر سورۃ العلق کی یہ پانچ آیات تلاوت فرمائیں۔"[2]

تفسیر القرآن الکریم میں وضاحتِ آیات:

سورۃ العلق کی ابتدائی آیات کی بابت مولانا عبد السلام بھٹویؒ فرماتے ہیں:

"پہلی وحی میں پڑھنے کا حکم دینے سے پڑھنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔"[3]

تفہیم القرآن میں بیان:

سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات کی تفسیر میں مولانا مودودیؒ لفظ ''اقرا'' کا ربط تعلیم و تدریس اور کتابت سے بہت عمدگی سے جوڑتے ہیں۔آپ رقمطراز ہیں:

"کہ فرشتے نے جب آپ ﷺ سے فرمایا کہ پڑھو تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ- '' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے نے آپ ﷺ کو وحی کے الفاظ لکھی ہوئی صورت میں پیش کئے تھے اور انہیں پڑھنے کو کہا تھا اسی

---

[1]۔العلق،۹۶:۱-۵۔

Al Alaq, 96:1-5

[2]۔ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ص۷۴۹۔

Ibn e Kathir, *Tafsīr al Qur’ān al Azeem*, p.749

[3]۔مولانا عبدالسلام بھٹوی، تفسیر القرآن الکریم، (لاہور: دارالاندلس)، ۴/۹۷۰۔

Moulana Abd us Salam Bhutwi, *Tafsīr al Qur’ān al Karīm*, Lahore: Dar al Andulus, 970/4

لئے آپ ﷺ کو یہ کہنے کی نوبت پیش آئی۔اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ یعنی اپنے رب کا نام لے کر پڑھو،اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس وحی کے آنے سے پہلے ہی صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتے اور جانتے تھے۔ چنانچہ پہلی وحی پڑھنے، لکھنے اور ربِ تعالیٰ کے عرفان اور انسانیت کی تخلیق کے پُر پیچ مراحل کا درس دیتی ہے۔ یہ اس کا انتہائی کرم ہے کہ اس نے حقیر ترین حالت سے ابتداء کر کے اس کو نہ صرف صاحبِ علم بنایا بلکہ اس کو لکھنے کا فن بھی سکھلایا۔"[1]

۴۔ تلاوت سے پہلے تعوذ وتسمیہ کا حکم:

اس کتاب ہدایت کا یہ حق ہے کہ اس کی تلاوت سے قبل تعوذ وتسمیہ پڑھا جائے۔ بعض روایات میں پہلی وحی کے ساتھ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کے نازل ہونے کا بھی ذکر موجود ہے۔ جبکہ تعوذ کی بابت سورۃ نحل کی آیت نمبر ۹۸ میں حکم ہے :

"فَإِذَا قَرأتَ القرُآنَ فَاستَعِذ بِاللهِ مِنَ الشَّيطانِ الرَّجِيم"[2]

"پس جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔"

پہلی وحی کا گویا یہ مطلب و مفہوم ہوا کہ جس مالک کائنات نے آپ ﷺ کی شروع سے نرالی شان کے ساتھ تربیت فرمائی وہی اب بھی آپ ﷺ کی کمال روحانی تربیت فرمائے گا اور نبوت کے تمام اعلیٰ درجات تک آپ ﷺ کو پہنچائے گا۔اسی طرح پہلی وحی کا آغاز علم کے بیان سے فرما کر گویا اللہ رب العزت نے علم کی اہمیت کو بیان فرمایا۔

۵۔ قلم کی فضیلت واہمیت

پہلی وحی میں اللہ رب العزت نے علم و قلم کا تذکرہ فرما کر ان کی اہمیت کو واضح کیا۔اس حوالہ سے میں علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں:

"قلم اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اگر قلم نہ ہوتا تو احکام شریعہ کو لکھ کر محفوظ نہ کیا جاتا اور نہ معاش کے معاملات کو لکھ کر منضبط کیا جاتا، اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں پر کرم فرمایا کہ ان کو قلم سے لکھنا سکھایا اور ان کو جہالت کے اندھیروں سے روشنی کی طرف لایا۔ اگر قلم نہ ہوتا تو علوم کو مدون نہ کیا جاتا اور حکمتوں کو مقید نہ کیا جاتا، اور نہ اولین اور آخرین کی خبروں کو جمع کیا جاتا اور نہ اللہ کی نازل کی ہوئی آسمانی کتابوں کو محفوظ کیا جاتا اور نہ ہی ہمارے نبی ﷺ کی احادیث کو مدون و منضبط کیا جاتا، غرضیکہ اگر قلم نہ ہوتا تو دین و دنیا کے حصولِ علم کا دروازہ بند رہتا"[3]

جبکہ اس حوالہ سے علامہ سید محمود آلوسی کا مؤقف ہے کہ اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو ایسے علوم سکھائے ہیں کہ جن کا احاطہ انسانی عقل نہیں کر سکتی۔ آپ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے انسان کو قلم کے ساتھ اور بغیر قلم کے بھی ایسے امور جزئیہ اور ظاہر و خفی علوم سکھا دیئے جن کا دل میں گمان بھی نہیں گزرتا یہ صرف اللہ کی کمال قدرت اور کمال کرم ہے اور اس میں خبر یہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو ایسے علوم سکھا رہا ہے جن کا عقلیں احاطہ نہیں کر سکتیں۔"[4]

---

[1]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۲۰۰۲ء، ۳۹۶/۶۔
Modoodi, Syed Abul Aala, *Tafheem al Qur'ān*, Lahore: Idarah Tarjaman al Qur'an, 2002, 396/6

[2]۔ النحل، ۱۶:۹۸۔ Al Nahal, 16:98

[3]۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، لاہور: مکتبہ نور، ۸۸۰/۱۲۔
Saeedi, Ghulam Rasool, *Tibyan al Qur'ān*, Lahore: Maktabah Noor, 880/12

[4]۔ آلوسی، محمود، سید، روح المعانی، بیروت: دار الفکر، ص: ۳۲۴۔

چنانچہ اس علم کے باعث ان گنت ایجادات وجود پزیر ہوئیں۔اور انسان نے سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کی کئی منازل طے کی ہیں۔ الغرض تعلیم و تعلم اور قلم و کتابت یہ سب علم کے حصول کے اہم ذرائع ہیں۔

۶۔ قلم، تعلیم اور نشر و اشاعت کا ذریعہ:

قلم کا وجود علم کی نشر و اشاعت میں اہم مقام رکھتا ہے۔اس بابت ضیاء القرآن میں پیر کرم شاہ ازہری رقمطراز ہیں:

"کہ اللہ کی شانِ کریمی کا ایک جلوہ یہ بھی ہے کہ اس نے قلم کو تعلیم کا واسطہ بنایا۔علم کی نشر و اشاعت میں قلم کا جو حصہ ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔قدیم زمانہ کے علماء و فضلا کے علم کو اگر قلم کے ذریعے صفحہءقرطاس پر تحریر نہ کیا جاتا تو کئی سال بعد بھی ہم ان سے کیونکر استفادہ کر سکتے تھے۔یہ قلم ہی کی برکت ہے کہ آج علم خیمہ زن ہے اور مزید بلندیوں کو مسخر کرنے کا عزم لئے ہوئے ہے وہ جس طرح سے قلم کے ذریعہ سے علوم و معارف کی دولت سے اپنے بندوں کو مالا مال کر رہا ہے،اسی طرح جب چاہتا ہے تو اپنے بندوں کے سینوں کو انوار و تجلیات کی پناہگاہ بنا دیتا ہے۔انسان کو جو کچھ سکھایا،اللہ تعالیٰ نے سکھایا،سارے علوم و فنون،اسرار و معارف،انکشافات و ایجادات اسی کے بے پایاں علم کا حصہ ہیں وہ اس میں سے جس کو چاہتا ہے،جب چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ابو البشر حضرت آدمؑ کو بھی اسی ربِ کائنات نے تعلیم دی۔انبیائے کرام کے سینوں کو رشد و ہدایت سے اسی نے منور کیا۔"[1]

علم گویا کہ دینِ اسلام کا امتیاز ہے کہ علم کو اللہ اور نبی ﷺ نے ایک مقام دیا ہے۔جبکہ اسلام کے علاوہ کسی اور دین میں علم کی یہ قدر موجود نہیں۔

۷۔ تمام علوم کی بنیاد علومِ قرآن:

قرآن مجید ایک کامل اور جامع کتاب ہے کہ یہ اللہ رب العزت نے نازل فرمائی ہے اور اس میں کہیں بھی کسی قسم کی کمی و کج روی کی گنجائش موجود نہیں ہے۔دنیاوی علوم کے ہر میدان میں مسلمان ہی نظر آیا کرتے تھے چاہے وہ میدان طب کا ہو یا کیمیا و طبیعیات کا۔ مسلمانوں کی اولین کتب کو ہی یورپ نے اپنایا۔ دنیاوی سائنسی علوم میں کمی و نقص کی مکمل گنجائش موجود ہوتی ہے جبکہ علم وحی میں ایسی کوئی گنجائش موجود نہیں ہوتی۔مثلاً: انسانی تخلیق یعنی پیدائش کے تمام مراحل قرآن مقدس میں بیان ہیں کہ جن کے متعلق کئی آیات قرآنیہ موجود ہیں ،بیان کو مطلب و مقصود یہ ہے کہ سائنس بھی تخلیق کے ان مراحل کو بعینہ بیان کرتی ہے جو اللہ رب العزت نے نبی رحمت کے قلب اطہر پر چودہ صد برس قبل نازل فرمائے تھے۔علم کے بارے میں امام غزالیؒ کے ایک مقولہ کا یہ مفہوم ہے کہ علم سے جاہل افراد "الناس" کے ضمن میں شامل نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ انسان کو حیوانات سے ممتاز کرنے والی واحد چیز علم ہی ہے۔

۸۔عالم و جاہل کون؟

عالم اور جاہل کے مابین فرق کرنے کی کسوٹی کیا ہونی چاہیئے اس بابت ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔"[2]

"(اے نبی) کہہ دیجیے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟بے شک تذکیر تو فقط عقل والوں کے لیے ہی ہے۔"

Aaloosi, Mahmood Syed, *Rooh al Ma'ānī*, Beirut: Dar al Fikr, p.324

[1]۔ الازہری، کرم شاہ، ضیاء القرآن، لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۱۲/۵۔

Al Azhari, Pir Muhammad Karam Shah, Zia ul Qur'ān, Lahore: Zia ul Quran Publications, 212/5

[2]۔الزمر ۳۹:۹۔ Al Zumur, 39:9

مولانا عبد السلام بھٹویؒ رقمطراز ہیں:

"یہاں جاننے والے ان لوگوں کو کہا گیا ہے جو دن رات خوش حالی و بد حالی میں ہر وقت ایک ہی اللہ کی عبادت کرنے والے اور اسی کے فرمانبردار ہیں اور نہ جاننے والے ان لوگوں کو کہا گیا ہے کہ جو تکلیف اور مصیبت میں تمام معبودوں سے واپس پلٹ کر ایک اللہ ہی کو پکارتے ہیں مگر خوشحالی میں اسے بھول کر اللہ تعالی کے لیے کئی شریک بنا لیتے ہیں"[1]

گویا معرفت الٰہی رکھنے والا عالم ہے جبکہ جو اللہ کو بھلا دے اور غیر کو بڑا بنا لے وہ در حقیقت اللہ رب العزت کی ذات سے جاہل ہے۔

دعوۃ القرآن میں بیان:

علامہ ابو نعمان سیف اللہ خالد کا مؤقف:

تفسیر دعوۃ القرآن میں ابو نعمان سیف اللہ خالد عالم و جاہل اور عقل والوں کی بڑے اچھوتے انداز سے تشریح و تعبیر پیش کرتے ہیں۔ آپ رقمطراز ہیں:

"جو لوگ توحید اور اس کے اوامر و نواہی کا علم حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ یقیناً ان نادانوں سے بہتر ہیں جو شرک و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں اور اس ربانی تعلیم سے وہی فائدہ حاصل کرتے ہیں جو عقل سلیم سے کام لیتے ہیں۔"[2]

جبکہ مزید وضاحت اور تشریح کے لئے وہ اپنی تفسیر میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: دو قسم کے لوگوں پر رشک کیا جا سکتا ہے، ایک جسے اللہ نے مال عطا کیا اور وہ اس میں سے خیر پر خرچ کر رہا ہوتا ہے جبکہ دوسرا وہ بندہ جسے اللہ رب العزت نے بصیرت دی اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو حکمت و دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔"[3]

اسی طرح ابو نعمان سیف اللہ خالد نے درج ذیل روایت بھی ذکر کی:

"نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا: امامت میں مقدم وہ ہو جو قرآن زیادہ جانتا ہے، اگر قرآن کو جاننے میں سب برابر ہوں تو پھر وہ مقدم ہے جو سنت کا عالم ہو، اگر سنت کے علم میں بھی سب برابر ہیں تو مقدم وہ ہو جو ہجرت میں سابق ہے اور اگر ہجرت کے اعتبار سے برابری ہو تو امامت وہ کرائے جو کبر سنی والا ہو (او کما قال علیہ السلام)۔"[4]

اسی آیت کے آخر میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث مرقوم ہے:

---

[1]۔ مولانا عبد السلام بھٹوی، تفسیر القرآن الکریم، ۸۵۵/۳۔

Moulana Abd us Salam Bhutwi, *Tafseer al Qur'ān al Karīm*, 3:855

[2]۔ نعمان سیف، مولانا، دعوۃ القرآن، کراچی: مکتبہ دار السلام ۲۰۰۸ء، ۶۲۲/۴۔

Nouman Saif, Moulana, *Dāwah al Qur'ān*, Karachi: Maktabah Darussalam, 2008, 622/4

[3]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب الاغتباط فی العلم، بیروت: دار الاحیاء الارشاد العربی، ۲۰۰۶ء، حدیث ۷۳:

Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Al jāme al Sahīh*, Beirut: Dr Ihya al Arshad al Arabi, 2006, Hadith: 73

[4]۔ مسلم، حجاج بن قشیری، الجامع الصحیح، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ، ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۰ء، حدیث: ۶۷۳۔

Muslim bin Hujjaj, *Al jāme al Sahīh*, Riyadh: Darssalam li Nashr wa al Touzih, 2000, Hadith:673

"رسول اللہ ﷺ غزوہ احد کے شہداء میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ایک کفن میں اکٹھا دفنا رہے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ پوچھتے تھے " ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد تھا ؟ " جب ان میں سے کسی کی طرف اشارہ کر کے بتایا جاتا کہ اسے قرآن زیادہ یاد تھا نبی رحمت ﷺ اس کو قبر میں پہلے رکھتے تھے۔"[1]

یعنی آپ ﷺ کی نظر میں اعلی وارفع وہ تھا جو علم والا ہو اور علم میں بھی رسول اللہ علم وحی کو دیکھا کرتے تھے اور قرآن مجید کے حفظ میں سبقت لے جانے والے اور محنت کرنے والے کو مقدم رکھتے تھے۔

۹۔ علم انسان کے درجات کی بلندی کا ذریعہ:

اللہ رب العزت علم کی وجہ سے انسان کو بلندی درجات دیتے ہیں اور علم کی وجہ سے ان کے درجات میں بھی اضافہ فرماتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے:

"يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰت۔"[2]

"اللہ ان لوگوں کو بلند درجہ دے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور وہ کہ جنہیں علم دیا گیا۔"

الجامع الاحکام القرآن میں امام قرطبیؒ کا مؤقف:

تفسیر قرطبی میں اَبو عبداللہ محمد بن احمد ابو بکر قرطبی اس آیت کی وضاحت بیان فرماتے ہیں کہ:

"یعنی آخر میں ثواب اور دنیا میں کرامت میں درجات بلند فرمائے گا، اللہ تعالی مومن کو غیر مومن پر بلند کرے گا اور عالم کو غیر عالم پر بلند کرے گا۔ حضرت ابن مسعود نے کہا : اس آیت میں علماء کی مدح کی گئی ہے معنی ہے اللہ تعالی علماء کو ان مومنوں پر درجہ میں بلند کرے گا جن کو علم نہیں دیا گیا جب کہ وہ ان امور کو بجا لائیں جن کا انہیں حکم دیا گیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے : غنی لوگ ناپسند کرتے تھے کہ ان کے ساتھ وہ آدمی مل بیٹھے جو اون کا لباس زیب تن کرتا ہے تو وہ نبی رحمت ﷺ کی مجلس میں جلدی جائے تو خطاب ان کو ہے۔ رسول انور ﷺ نے ایک غنی کو دیکھا جو ایک فقیر سے نفرت کی وجہ سے اپنے کپڑے کو سمیٹ رہا تھا جس فقیر نے اس کے پاس بیٹھنے کا ارادہ کیا تھا حبیب کبریاء ﷺ نے ارشاد فرمایا " : اے فلاں ! کیا تجھے ڈر ہوا کہ تیری غنا اس کی طرف متعدی ہوجائے گی یا اس کا فقر تیری طرف متعدی ہوجائے گی"۔ اس آیت میں اس امر کو واضح کیا کہ اللہ تعالی کے ہاں رفعت و بلندی علم و ایمان کے ساتھ ہے مجالس میں آگے بیٹھنے کے ساتھ نہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے : **الذین اوتو العلم** سے مرادہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن حکیم کو پڑھا۔"[3]

مسئلہ میں عموم زیادہ وقیع اور آیت کے معنی کے زیادہ مناسب ہے۔ اللہ تعالی پہلی دفعہ مومن کو اس کے ایمان کے ساتھ اور دوسری دفعہ اس کے علم کے ساتھ بلند فرماتا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں ہے سیدنا عمر نے سیدنا ابن عباس کو بلایا اور صحابہ

---

[1]۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب من یقدم فی اللحد، حدیث: ۱۳۴۷۔

Bukhari, *Al jāme al Sahīh*, Book; Al Janā'iz, Hadith: 1374

[2]۔ المجادلہ، ۵۸: ۱۱۔

Al Mujādilah, 58:11

[3]۔ قرطبی، محمد بن احمد، تفسیر قرطبی، لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء، ۳۰۵/۹۔

Qurtabi, Muhammad bin Ahmad, *Tafsīr Qurtabī*, Lahore: Zia ul Qur'an Publications, 2012, 305/9

کرام سے "اذا جاء نصر اللہ والفتح" کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام خاموش ہوگئے حضرت ابن عباس نے کہا : اس سے مراد سیدنا محمد ﷺ کے وصال کا اشارہ ہے۔ حضرت عمر نے کہا : یہی رائے میری ہے۔امام قرطبیؒ نے اس آیت مبارکہ کی ضاحت میں یہ روایت بھی بیان کی:

"نافع سے سیدنا عمر نے پوچھا : اہل وادی پر کس کو آپ نے عامل بنایا ہے ؟جواب دیا : ابن ابزی کو۔ پوچھا ابن ابزی کون ہے ؟جواب دیا : ایک غلام ہے۔ سیدنا عمر نے پوچھا کیا آپ نے ان پر ایک غلام کو عامل بنایا ہے ؟جواب دیا : وہ قرآن کا قاری ہے اور فرائض کا علم رکھنے والا ہے۔حضرت عمر(رض) نے فرمایا : خبردار !تمہارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا : اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کئی لوگوں کو رفعت عطا فرماتا ہے اوراس کے ذریعے کئی لوگوں کو پست کرتا ہے"[1]

اسی طرح امام قرطبیؒ نے یہ روایت بھی بیان کی کہ فرمان نبوی ﷺ:

"قیامت کے روز تین قسم کے افراد شفاعت کریں گے انبیاء، علماءاور شہدائے کرام"[2]

اس مقام کی عظمت کا تصور کریں جو علمائے کرام کو علم کی وجہ سے عطا کیا گیا ہے۔ گویا اللہ کے ہاں مقام و مرتبہ علم ہی کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔اور علوم میں سب سے اعلیٰ علم وحی کا علم ہی ہے۔

۱۰۔ علم خشیتِ الٰہی کا ذریعہ:

علم انسان میں اللہ رب العزت کی معرفت کو پیدا کرتا ہے اس معرفت کی وجہ سے انسان میں اللہ کا خوف در آتا ہے:

"اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ۔[3]

"بے شک اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (علماء ہیں) بے شک اللہ سب پر غالب اور بے انتہاء بخشنے والا ہے۔"

تفسیر اشرف الحواشی میں شیخ محمد عبدہ الفلاح کا موقف:

تفسیر اشرف الحواشی میں شیخ محمد عبدہ الفلاح اس آیت کی تشریح میں بیان فرماتے ہیں:

"علم سے مراد اللہ رب العزت کی صفات اس کے امر و افعال اور احکام وقدرت کاملہ کا علم ہے جس کسی شخص کو اللہ کی معرفت زیادہ حاصل ہوگی، اسی قدر وہ مالک کائنات سے خشیت رکھنے والا ہوگا۔یعنی جتنا علم آجائے اتنا ہی تقویٰ انسان میں آجاتا ہے۔ نبیوں اور رسولوں کو اللہ رب العزت کی معرفت دیگر تمام کی نسبت زیادہ ہوتی بنا بریں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تم لوگوں میں سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔"[4]

---

[1]۔ مسلم، الجامع الصحیح، من کتاب فضائل القرآن، ح ۸۱۷

Muslim bin Hujjaj, *Al jāme al Sahīh*, Book Fazā'il al Qur'ān, Hadith: 817

[2]۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ، ریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء، ح ۱۴۴۳

Ibn e Majah, Muhammad bin Yazeed, *Sunan Ibn e Mājah*, Riyadh: Darssalam li Nashr wa al Touzih, 2009, H:1443

[3]۔ الفاطر ۳۵:۲۸۔

Al Fātir, 35:28

[4]۔ محمد عبدہ الفلاح، تفسیر اشرف الحواشی، ابوالکلام آزاد اسلامک سنٹر ۲۰۰۸ء ص: ۵۲۴۔

Muhammad Abduhu Al Falah, *Tafsīr Ashraf al Hawāshi*, Abu al Kalam Azad Islamic Centre, 2008, p.524

تفسیر بیان القرآن میں ڈاکٹر اسرار احمد کا بیان:

تفسیر بیان القرآن میں ڈاکٹر اسرار احمد اس بارے میں لکھتے ہیں :

"انسان کے دل میں اگر ایمان موجود ہے تواس کے اندر لازماً خوفِ خدا بھی ہوگا۔ پھر جس قدراس کے علم میں اضافہ ہوگا ارضیات، حیوانات اور نباتات وغیرہ سے متعلق اس کی معلومات بڑھیں گی اور کائنات کے دیگر اسرار ورموز کے بارے میں اس کا مطالعہ وسیع ہوتا چلا جائے گا ،اسی قدراس کے دل میں اللہ رب العزت کی عظمت اور خشیت بھی بڑھتی چلی جائے گی لیکن اگر کوئی شخص بنیادی طور پر صاحبِ ایمان نہیں ہے تو اللہ کی معرفت کے حوالے سے اس کی سماعت وبصارت اور سمجھ بوجھ بے کار ہیں۔"[1]

مولانا عبدالسلام بھٹوی ؒ کا موقف:

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں مولانا عبدالسلام بھٹوی ؒ رقمطراز ہیں:

"(علماء) اس آیت کے مصداق اسی صورت میں ہوں گے جب ان کے اندر اللہ کا ڈر بھی ہوگا۔"[2]

۱۱۔ دینی ودنیاوی علم کا تنقیدی جائزہ:

اگر ہم علم سے مراد دنیاوی یا مادی علم لیں تب بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اسی مادی علم کے ذریعے ذرائع و وسائل کو انسانوں کی حاجات کی تسکین کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے اور محدود ذرائع ووسائل کو نوعِ انسانی کے فائدہ کے لئے بہتر طور پر منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ یقینا یہ مادی یا دنیاوی علم بھی ضروری ہے لیکن یہ ضرورت صرف وسائل کو پیدا اور استعمال کرنے کے لئے ہے انجام تک پہنچنے کے لئے ناکافی ہے۔ یہ انسان کی مادی ضروریات تو پوری کر دیتا ہے مگر روحانی ضروریات وتسکین اس سے ممکن نہیں۔ ایک انسان کی دنیا تو کامیاب بنا سکتا ہے مگر آخرت کے لئے اس سے بہت کم راہنمائی ملتی ہے۔ یہ انسان کو آسودہ حال تو بنا دیتا ہے لیکن فلاح کا تصور تنہا اس علم کے بس کی بات نہیں۔ ان سب کے لئے انسان کو ؛دینی علم؛ کی اشد ضرورت ہے جو اس کے ایمان کو مضبوط کرتے ہوئے دنیا وآخرت میں اس کی درست سمت میں راہنمائی کرے اور اس کو گمراہ ہونے سے بچائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ۔"[3]

"علم والے دیکھتے ہیں کہ جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہ ہی حق ہے۔"

۱۲۔ علم الیقین سے عین الیقین:

علم کے متعدد مراتب ہیں ان میں اعلیٰ درجہ حق الیقین ہے۔ اس سے پہلے عین الیقین کا درجہ آتا ہے۔ امام ابن کثیرؒ تشریح میں بیان کرتے ہیں:

---

[1] ۔اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، لاہور، انجمن خدام القرآن، ۲۰۲۱ء، ۱۰۱/۶۔

Dr. Israr Ahmad, *Bayan al Qur'ān,* Lahore: Anjuman Khuddam al Qur'ān, 2021, 101/6

[2] ۔مولانا عبدالسلام بھٹوی، تفسیر القرآن الکریم، ۳: ۷۱۹۔

Moulana Abd us Salam Bhutwi, *Tafseer al Qur'ān al Karīm*, 3:719

[3] ۔سبا، ۳۴: ۶۔

Sabā, 34:6

"علم والے لوگ ہی قیامت کے دن نیکوں کو جزا اور بدکاروں کو سزا ہوتے دیکھیں گے تو وہ علم الیقین سے عین الیقین حاصل کر لیں گے اور یہ کہہ اٹھیں گے کہ ہمارے رب کے رسول ہمارے پاس حق لائے تھے۔"[1]

۱۳۔ قرآنِ حکیم میں غور و خوض اور فکر و تدبر کی دعوت:

قرآن حکیم میں ایسی کئی آیات ملتی ہیں جن میں انسان کو غوروخوض اور فکر و تدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ جو انسان کے ضمیر کو بیدار کرنے اور اس کو گمراہ و غافل ہونے سے بچاتی ہیں۔ مثلا: ''افلا ینظرون'' کیا انہوں نے غور نہیں کیا ''اولم یتفکروا'' کیا انہوں نے غوروفکر نہیں کیا؟۔ ''لقوم یعقلون'' عقل سے کام لینے والی قوم کے لئے ''لقوم یعلمون'' علم رکھنے والی قوم کے لئے ''لقوم یتفکرون'' تفکر و تدبر کرنے والی قوم کے لئے ''لعبرۃ لاولی الالباب'' عقل والوں کے لئے عبرت ہے ''الم تر کیف'' کیا تونے نہیں دیکھا؟ وغیرہ۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا۔"[2]

"کہہ دو کہ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں یہ کہ تم کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے دو دو اور ایک ایک کر کے۔"

۱۴۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر غورو فکر کرنے کی دعوت :

تفسیر انوارالبیان میں مولانا عاشق الٰہی صاحب نہایت عمدہ طریقے سے اس کی وضاحت کرتے ہیں:

"رسول اکرم ﷺ کے اولین مخاطبین جو آپ ﷺ کی تکذیب کرتے تھے وہ آپ ﷺ کو دیوانگی کی طرف منسوب کرتے تھے، اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ آپ ﷺ ان سے فرما دیجیے کہ میں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں یہ نصیحت محض تمہاری ہمدردی کے لیے ہے، تم دو دو آدمی مل کر یا علیحدہ علیحدہ تنہائیوں میں سوچو اور غورو فکر کرو تمہارا یہ سوچنا صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو، اس میں نفسانیت اور تعصب کا دخل نہ ہو، تم لوگ یہ سوچ لو کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں اور تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہے وہ دیوانہ نہیں ہے، اس کے احوال دیکھ لو، اس کی بات سن لو، وہ قرآن سناتا ہے اسے سنو اور یہ بھی سمجھ لو کہ باوجود چیلنج کے تم اس جیسا بنا کر نہیں لا سکتے۔ اگر تم تدبر کرو گے تو تمہیں علم ہو جائے گا کہ یہ دعوت دینے والا شخص دیوانہ نہیں ہے وہ تو تم کو سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈراتا ہے۔"[3]

۱۵۔ علم و شعور کے حصول کے اثرات و نتائج:

یہی وہ داعیہ ہے علم، فکر اور تدبر جس کی اسلام دعوت دیتا ہے۔ اسلام میں جس طرح عبادت کرنا ضروری ہے اسی طرح علم حاصل کرنا اور غور و فکر کرنا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہ تعبیر و تشریح بالکل درست ہے کیونکہ عقیدہ و ایمان کی بنیاد علم پر ہے نہ کہ بے جا پیروی اور اندھی تقلید پر۔ علم اور ایمان تو مشترک ہیں نہ کہ متضاد اور جدا۔ قرآنِ حکیم میں ہے۔

---

[1] ۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ۳۳۲/۴۔

Ibn e Kathir, Ismail bin Umar, *Tafsīr Al Qur'ān Al Azīm*, 332/4

[2] ۔ سبا، ۳۴:۴۶۔

Sabā, 34:46

[3] ۔ عاشق الٰہی، مولانا، تفسیر انوار البیان، ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۲۰۰۸ء، ۲۹۴/۸۔

Ashiq Ilahi, Moulana, *Tafsīr Anwār al Bayan*, Multan: Idarah Talifat Ashrifiyah, 2008, 294/8

"وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ۔ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔" [1].

"اور وہ لوگ جنہیں علم اور ایمان دیا گیا کہیں گے کہ بلاشبہ یقیناً تم اللہ کی کتاب میں اٹھائے جانے کے دن تک ٹھرے رہے، سو یہ جی اٹھنے کا دن ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔"

تفسیر تدبر قرآن میں ہے کہ :

اس آیت میں اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی عقل اس دنیا میں سیدھی رہی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات کا علم، خدا اور آخرت کا ایمان نصیب ہوا۔ وہ ان لوگوں کی اس بدحواسی پر ان کو ٹوکیں گے کہ تمہارا یہ اندازہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی رو سے تو تم قیامت تک رہے ہو اور آج یہ قیامت کا دن تمہارے سامنے ہے لیکن تم اس کو جانتے نہیں رہے ہو۔ کِتٰبِ اللّٰهِ سے مراد وہ اللہ تعالیٰ کا وہ لکھا ہوا رجسٹر ہے جس میں ساری باتیں مندرج ہیں۔ تم اس دوبارہ اٹھنے کو محض ایک خیالی چیز سمجھتے رہے اور اس کو تم نے کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ علم و ایمان والے لوگ ہی اپنی زندگی کی قدر و قیمت پہچانتے ہیں اور اس کو آخرت کے نصب العین کے تحت گزارتے ہیں، ان پر روزِ حشر کوئی بدحواسی نہیں طاری ہوگی بلکہ وہ یہ محسوس کریں گے کہ زندگی کا جو سفر انہوں نے شروع کیا تھا اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے پروگرام کے مطابق وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ [2]

چنانچہ ان آیاتِ مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علم اور ایمان ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔ اور قرآن متعدد مقامات پر علم و شعور، فکر و تدبر اور غور و خوض کی دعوت دیتا ہے تا کہ انسان دینِ حق پر قائم رہتے ہوئے زندگی کی پر پیچ راہیں ہموار کر سکے۔ اور اپنی عقل و بصیرت کا استعمال کرکے راہِ عمل سے نہ صرف اپنے لئے خیر و بھلائی کا باعث بنے بلکہ اجتماعی طور پر بھی معاشرے کا ایک مفید شہری بن کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرے۔ درحقیقت یہی کامیابی ہے، یہی خیر ہے، یہی فلاح ہے اور یہی نجات ہے۔

نتائج بحث:

- علمِ حقیقی وہی ہے جو ایمان کی طرف لے جائے اور ایمانِ حقیقی وہی ہے جو علم کے ساتھ عمل صالح کی ترغیب دے۔
- علم وہ ہے جو انسان کو بے جا تقلید سے روکے۔ اس کو عقل و شعور سے تجزیہ کی ط/رف راغب کرے۔ اس کو فہم و فراست سے دلائل و مشاہدات کی ترغیب دلائے۔ اس کی مادی و روحانی دونوں ضرورتوں کو پورا کرے۔
- علم وہ ہے جو انسان کی خواہشاتِ نفس کو بے قابو ہونے سے روکے۔
- علم و شعور دراصل اس مہارت کا نام ہے جس سے انسان کو حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا پتہ چلتا ہے۔
- علم حقیقی انسان میں معیشت اور اخلاقیات سے خبث و طاہر اور ضرور و مفید کے شعور کو نمایاں کرتا ہے۔
- علم انسان میں خوف خدا کی راہ ہموار کر کے اسے وراثتِ انبیاء کی حفاظت کی تلقین کرتے ہوئے اسے ہر میدان میں باعزت قیادت عطاء کرتا ہے۔

---

[1] ۔ الروم ۳۰:۵۶ Al Room, 30: 56

[2] ۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ۱۱۰/۶۔
Islahi, Amin Ahsan, *Tadabbur al Qur'ān*, Lahore: Faran Publications, 2012, 110/6